بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اسلامی تحقیقات کا نام سن کر بہت سوں کے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ اسلام تو جو کچھ ہے اس کی وضاحت چودہ سو سال پہلے ہو چکی ہے ، اب اتنی صدیاں گزرنے کے بعد اس میں کیا تحقیقات کی جائیں گی ۔ اسلامی تحقیق کے معنی دراصل یہ ہیں کہ کسی نئے مسئلے کے بارے میں یہ معلوم کیا جائے کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے یا نہیں ۔

یہ امر تو مسلم ہے کہ اسلام ایک دین کامل ہے اور وہ انسان کو عملی زندگی کے ضابطے بھی فراہم کرتا ہے ۔ اسلام ایک جداگانہ ملت ہے اور کفر اس کے متضاد ایک دوسری ملت ہے ۔ مسلمانوں کے عقائد زندگی ۔ ان کے اصول اور ضابطے عام طور پر غیر مسلموں سے الگ ہیں ۔ لہٰذا اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا جو تمدن پیدا ہوتا ہے اور جو ان کے قومی تشخص کا آئینہ دار ہوتا ہے وہ بھی الگ ہے اس کے علاوہ یہ بھی مسلم ہے کہ انسانی سوسائٹی تغیر پذیر ہے ۔ انسان کا جذبہ تجسس اس کے مشاہدات و تجربات اور خواہشات کی بنا پر نئی نئی ایجادات اور دریافتیں ہوتی رہتی ہیں ، نئے نئے رسم و رواج تشکیل پاتے ہیں ۔ نتیجتاً مختلف النوع [redacted] اداروں کا قیام عمل میں آتا ہے ۔ طرح طرح کے نظام بنتے ہیں [redacted] ایسے تغیرات کے بارے

میں اسلام کا مطمح نظر معلوم کرنا اسلامی تحقیقات کے زمرے میں آتا ہے مثلاً دنیا میں اس وقت دو معاشی نظام کارفرما ہیں۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی، اول الذکر نسبتاً قدیم ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمان بغیر سوچے سمجھے ان میں سے کسی ایک نظام کو قبول کرلیں یا اسلامی نقطۂ نظر سے غور کریں کہ اسلامی اصولوں کے روشنی میں ان نظاموں سے کیا چیز لے سکتے ہیں اور کیا چیز رد کر سکتے ہیں اور کن چیزوں میں ترمیم کر کے انہیں قابل قبول بنا سکتے ہیں

غیر مسلموں کے ساتھ میل جول سے یا بعض صورتوں میں ان کے تسلط میں رہنے سے بہت سے نظریات، رسم و رواج اور معاشرت کے دوسرے طریقے حتیٰ کہ تصوف کی بہت سی باتیں بھی غیر مسلم اقوام سے مسلمانوں میں آگئی ہیں جن میں سے بہت سی باتوں کو ناواقفیت کی بنا پر اسلامی سمجھ لیا گیا ہے۔ خصوصاً ان چیزوں کو جو باپ دادا سے چلی آرہی ہیں، یہی صورتحال برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ میل جول اور انگریزوں کے زیر تسلط رہنے سے پیش آئی۔ مغربی تہذیب سے جو کچھ مسلمانوں میں آیا وہ سب پر ظاہر ہے ہندوؤں سے بھی بہت کچھ مسلمانوں میں آیا۔ مثلاً شادی کے موقع پر لڑکے والے لڑکی کے گھر میوہ بھیجتے ہیں لیکن یہ سمجھے بغیر کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں میوہ اولاد کے لئے فال نیک تصور کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہندو ایسا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ لڑکی رخصت ہو کر آتی ہے تو ایک چھوٹے سے بچے کو اس کے گھٹنوں پر بٹھا دیتے ہیں۔ یہ بھی اولاد کے لئے نیک شگون کے طور پر کیا جاتا ہے۔ ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ان میں بعض بالکل اسلامی عقائد کے خلاف ہیں۔ مسلمانوں پر غیر مسلم اقوام کے اثرات دریافت کرنے کی کوشش اسلامی تحقیقات کے دائرے میں آتی ہے۔

دورِ جدید میں سائنسی اور طبی انکشافات نے خاص طور سے نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں جن کا حل اسلام کی روشنی میں تلاش کرنا ضروری ہو گیا ہے مثال کے طور پر ایک شخص خلا میں زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ چاند پر اترا ہے یا وہ آواز سے زیادہ تیز رفتار جہاز میں سفر کر رہا ہے تو ان صورتوں میں وہ سمت قبلہ اور نماز روزہ کے اوقات کا تعین کیسے کرے۔ ایک پائلٹ یورپ سے امریکہ کی طرف ہوائی جہاز اڑاتے ہوئے بحر اوقیانوس کو عبور کرتا ہے جو مسلسل کئی گھنٹے کا سفر ہے۔ درمیان میں نماز کے اوقات آتے ہیں۔ اب وہ نماز کس وقت ادا کرے۔ طبی ترقیوں نے بعض سوالات پیدا کر دیئے ہیں۔ انسانی یا حیوانی اعضاء کی پیوند کاری اب ممکن ہو گئی ہے۔ آئے دن ہسپتالوں میں ہونے والے ایسے آپریشنوں کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نابیناؤں کی آنکھیں نکال کر ان کی جگہ بینا انسانوں کی آنکھیں لگا دی گئیں، یا ایک انسان کا دل دوسرے انسان میں پیوست کر دیا گیا۔ یا کسی جانور کا پھیپھڑا کسی انسان میں لگا دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ طبی نظریہ کہ ایک لاعلاج مہلک مرض میں مبتلا انسان کو اس وقت تک کے لئے منجمد کر دیا جائے جب تک کہ اس کی بیماری کا علاج دریافت ہو۔ بہر حال کتنے ہی ایسے مسائل ہیں جو بالکل نئے ہیں اور جن پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور کرنا ضروری ہے۔

اب ملکی قانون کی طرف آئیے۔ دستور پاکستان کی رو سے ملک کا کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں ہو گا۔ اس اعلان کے بعد یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اسلامی قانون دفعات کی شکل میں مرتب کیا جائے۔ تاکہ عدالتوں میں آسانی سے اس پر عملدرآمد ہو سکے۔ قانون کو تفصیل کے ساتھ دفعات کی شکل میں مرتب کرنے کا کام بھی اسلامی تحقیق کا ایک حصہ ہے۔

مختلف تاریخی وجوہ کی بنا پر یہ بھی ہوا کہ کچھ اُردو اور بہت سی دوسری زبانوں میں بعض عربی الفاظ و اصطلاحات کا مفہوم بدل گیا مثلاً عبادت اور توکل۔ بہت سوں نے صرف نماز اور تسبیح کو عبادت سمجھ لیا ہے حالانکہ زندگی کا ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کیا جائے، عبادت ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے اور اسباب کو ترک کر کے محض اللہ تعالیٰ سے آس لگائے رکھنے کو توکل قرار دے لیا، جبکہ توکل اسباب کو اختیار کر کے نتیجے کو اسباب کے پیدا کرنے والے پر چھوڑ دینے کا نام ہے۔ الفاظ و اصطلاحات کے اس طرح بدلے ہوئے مفہوم نے بہت سے مسلمانوں میں یا تو بے عملی پیدا کر دی یا ان کو صحیح راہ عمل سے بھٹکا دیا ہے اس قسم کے الفاظ و اصطلاحات کے صحیح مفہوم کا سراغ لگانا بھی اسلامی تحقیقات میں شامل ہے۔

اسلام نے تاریخ انسانی میں کیا کردار ادا کیا ہے اور انسانی تمدن پر وہ کس کس طرح اثر انداز ہوا ہے۔ اس نے بعض قوموں کی توہم پرستی اور ان کی رسوم کا کیسے خاتمہ کیا ہے۔ جیسے ہندوستان میں ستی کی رسم کا خاتمہ، جس کے مطابق ہندو عورت کو اس کے شوہر کے مرنے پر شوہر کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اسلام غیر اقوام کے نظریات و عقائد پر کیسے اثر انداز ہوا۔ اسلامی تعلیمات کے اثر سے کون کون سے نئے نئے علوم پیدا ہوئے ہیں۔ اور کس طرح دنیا ماقبل سائنسی دور سے سائنسی دور میں داخل ہوئی ہے۔ مسلم علماء اور سائنسدانوں نے کیا کیا کارنامے انجام دیئے ہیں۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمانوں کا کیا حصہ ہے۔ مسلمانوں کے بعض علمی کارناموں اور سائنسی دریافتوں کو حتیٰ کہ اس سائنسی اسلوب (SCIENTIFIC METHOD) کو بھی جس کی بدولت سائنسی ترقی ممکن ہو سکی ہے کس طرح اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔ ان سب امور پر اگرچہ

کچھ نہ کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن ابھی بہت کچھ تحقیق کی ضرورت باقی ہے۔

اسلامی تحقیقات کا ایک نہایت ہی اہم میدان غیر مسلم خصوصاً عیسائی اور یہودی مستشرقین کی اسلام دشمن تحریروں اور تقریروں کا جواب فراہم کرنا اور ان کا توڑ کرنا ہے۔ عیسائی ہمیشہ ہی سے مسلمانوں کو اپنا حریف سمجھتے ہیں اور مسلمانوں سے نفرت کے ساتھ ساتھ ان سے خائف بھی رہتے ہیں۔ ان کے خوف کی وجہ مسلمانوں کا دین ہے جس کے احکام پہ پوری طرح عمل پیرا ہو کر مسلمان پہلے کی طرح کسی وقت بھی ایک ناقابل تسخیر قوت بن سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے متوقع اتحاد یعنی مسلم بلاک سے بھی غیر مسلم اقوام خوفزدہ رہتی ہیں۔ بلاشبہ مستشرقین نے مسلمانوں کی بہت سی کلاسیکی کتابیں مرتب کر کے شائع کی ہیں، جو ایک قابل قدر کارنامہ ہے لیکن اپنی تحریروں میں ان کا اہم مقصد اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے پیش کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے دین میں شک کرنے لگیں۔ اور اس طرح اپنے منبع قوت دین اسلام سے برگشتہ ہو کر اپنی قوت کھو بیٹھیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد امریکہ اور یورپ میں اسلام کے متعلق بہت سے تحقیقی شعبوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اور اب مستشرقین کی تحریریں کسی نہ کسی مسلم ممالک میں جدت پسندی (MODERNISM) کی تحریک کو سرگرم عمل بنانے کے لئے وقف ہیں۔ ان تحریروں میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر مغربی تہذیب اپنانے سے ہی موجودہ دور میں مسلم ممالک ترقی کر سکتے ہیں۔

اسلامی تحقیقات کے سلسلے میں ایک بنیادی بات توجہ طلب ہے اور وہ ہے جذبۂ تحقیق و تلاش۔ ایک دور تھا جب اسلامی تعلیمات کے زیر اثر مسلمانوں میں تحقیق و تلاش کا ایک زبردست جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ قرآن کریم نے ایک طرف تو خود قرآن کریم پر غور و فکر کی دعوت دی ہے اور دوسری طرف مشاہدہ کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے تاریخ سے درس عبرت حاصل کرنے کی ہدایت کی ہے جو لوگ اپنے قلوب اور حواس کو

غور و فکر اور مشاہدے کے لئے استعمال نہیں کرتے اور بغیر سوچے سمجھے اپنے باپ دادا یا کسی اور کے طریقے پر محض اس لئے چلتے ہیں کہ وہ ان کے لئے محترم تھے اور خود غور و فکر کر کے حق کی تلاش نہیں کرتے ان کو زبردست تنبیہ کی گئی ہے۔ اسلامی تحقیق کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ فکر انگیز اسلامی مواد فراہم کر کے مسلمانوں میں روح حریت اور تلاش حق کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

غرضیکہ مسلمانوں میں روح تحقیق پیدا کرنا۔ اسلامی تعلیمات کا مہیا کرنا، تاریخ انسانی میں اسلام کا کردار معلوم کرنا۔ مسلمانوں کی تاریخ کا تجزیہ کر کے اسے از سر نو مرتب کرنا۔ اپنے قومی تشخص کو دریافت کرنا۔ اسلام کی اشاعت اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرانے کے طریقے معلوم کرنا وغیرہ، مختلف موضوعات ہیں۔ جن پر کام کرنے کے لئے تحقیقات کی ضرورت ہے اور ان کو اسلامی تحقیقات کا نام ہی دیا جا سکتا ہے۔

(مدیر)

دنیا میں جتنے پیغمبر و رسل تشریف لائے ان کی بعثت کا مقصد وحید یہی تھا کہ مخلوق خدا کا رابطہ خالق سے استوار کریں، جنہیں خواہشات نفس نے راہ ہدایت سے ہٹا کر راہ ضلالت پر گامزن کر دیا ہے انہیں واضح اور روشن دلائل کے ساتھ راہ مستقیم دکھائیں، گویا بھٹکی ہوئی انسانیت کو پھر سے سوئے منزل گامزن کرنا پیغمبران عظام کا بنیادی کام تھا، ان جلیل القدر ہستیوں نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے مصائب و آلام کے کوہ گراں برداشت کئے، طرح طرح کے ظلم سہے، شہید ہوئے، آروں سے چیرے گئے، نیزوں سے چھیدے گئے۔ مگر ہر آنے والے نے مخلوق عالم کو ایک ہی بات یاد دلائی اور پورے زور بیان سے سنائی۔ حضرت نوح علیہ السلام

نے انی لکم نذیرٌ مبین الّا تعبُدُوا الّا اٰیاہ فرمایا تو حضرت ہود علیہ السلام نے یہی سبق ان الفاظ میں دھرایا یٰقومِ اعبُدُوا اللّٰہ مالکم مِّنْ اللہِ غیرہٗ، حضرت صالح کی پکار بھی یہی تھی، حتیٰ کہ ملّت حنیف کے عظیم پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے جگر گوشہ کے حلق پر چھری چلا کر تسلیم و رضا کا وہ عظیم درس دیا کہ نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے خداوند جل مجدہٗ نے سنتِ ابراہیم کو تاقیامت قائم و دائم فرما دیا۔ قربانی سے متعلق صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا۔ ماھٰذہِ الاضاحی یا رسول اللّٰہ۔؟ جواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا، سنۃ ابیکما ابراھیم۔

دنیائے اسلام کے کروڑوں مسلمان جہاں ہر سال عظیم پیغمبر کی عظیم یادگار کو تازہ رکھنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں وہاں وہ اس حکم میں پائے جانے والے اس ارشادِ ربانی سے بھی پوری واقف ہیں کہ لَنْ ینال اللّٰہ لحو مھا ولا دما ئھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم" بیشک خدائے بزرگ و برتر کے ہاں پہنچنے والی شے اخلاص و تقویٰ ہے، جذبۂ ایثار ہے۔

دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو عید الاضحیٰ مبارک ہو۔ خدا ہم سب کو وہ جذبۂ صادق عطا فرمائے کہ ہم حق کو قائم اور باطل کو نیست و نابود کرنے کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کریں کیونکہ جملہ احکام الہیہ کا فلسفہ حق کا قیام اور باطل کا قلع قمع کرنا ہے۔ جس طرح جسم بلا روح دوسروں کے ہاتھ میں بالکل بے بس ہوتا ہے بالکل اسی طرح وہ ایمان جس کے پیچھے باطل کو نیست و نابود کرنے کے لئے بے پناہ ولولہ موجود نہ ہو وہ بھی بے جان جسم کی مانند ہے، جسے مخالف طاقتیں جس طرف چاہتی ہیں دھکیل دیتی ہیں۔

عید الاضحیٰ ہمارے فکر و عمل کی قوتوں میں تحریک پیدا کرتی ہے، ہمیں خدائے واحد کی جانب متوجہ کرتی ہے، ہمیں یاد دلاتی ہے کہ خوف و رجاء کا مرکز صرف ذاتِ وحدہٗ لاشریک ہے، ہمیں اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ ہمیں احکام الٰہی کی بجا آوری کے لئے جان، مال، اولاد ہر قسم کے ایثار کے لئے ہمہ وقت مستعد رہنا چاہئے۔

اگر مسلمان قربانی کے ان مقاصد سے آگاہ ہو جائے تو آج بھی وہ اقوام عالم کے سامنے چودہ سو سال پہلے کی تاریخ کو دُہرا سکتا ہے۔ مسلمان نام خدا پر مرمٹنے کے جذبے سے سرشار ہو جائے تو آج بھی نصرت الٰہی سے سرفراز ہو سکتا ہے۔

آج بھی جو ہو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

(نائب مدیر)